والدین کے فرائض اور ذمہ داریاں

محمد ایوب لائبریرین جامعہ دارالعلوم

﴿**یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة علیها ملئکة غلاظ شداد لایعصون الله ما امرهم و یفعلون مایومرون**﴾(آیت نمبر ٦ سورة التحریم) "اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اسکی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں"۔ آیت مذکورہ میں ایک انتہائی اہم فریضہ وذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے ساتھ اہل وعیال کی بھی اصلاح اور انکی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں جس طرح والدین اپنے بچوں کو سردی گرمی بھوک پیاس وغیرہ ہر تکلیف سے بچاتے ہیں اس طرح انکو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بھی بچانے کی فکر کریں جو کہ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ اولاد صالح کسی بھی انسان کے لئے بہت قیمتی نعمت اللہ تعالی کی طرف سے گراں قدر عطیہ اور امانت ہے لہذا ماں باپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ جس طرح اپنے بچوں کی جسمانی بہتر نشوونما کے لئے صحیح نگہداشت وپرورش کا سوچتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اولاد کی تعلیم وتربیت عقائد کی درستی اور پاکیزہ اخلاق کی طرف توجہ دینا ضروری اور لازمی ہے۔ اگر ان نونہال مستقبل کے معمار پیارے لاڈلے بچوں کو زیور تعلیم اور اچھے اخلاق سے آراستہ کردیا جائے تو یقیناً آج کی یہ معصوم کلیاں مہکتے پھول مستقبل قریب میں گلستان زندگی کی خوبصورتی اور اسکی رونق کو دوبالا کرنے کا باعث ہونگے۔ انسان کے اچھے یا برے اخلاق کی بنیاد پڑنے کا وقت یہی بچپن کا زمانہ ہے۔

اس زمانے میں جو بچہ نیک اخلاق وعادات سیکھ لے گا وہ عمر بھر نیک ہی رہے گا ان شاء اللہ۔ اگر بچپن میں بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہوئی تو ہمیشہ کے لئے خراب ہو جائیں گے الا ماشاء اللہ۔ بچے کی مثال ایک نرم شاخ کی طرح ہے اس کو جس طرح اور جس طرف چاہو موڑ سکتے ہو مضبوط اور سخت ہونے کے بعد نہیں موڑ سکتے۔ لہذا والدین کا فرض ہے کہ بچپن ہی سے اچھی باتیں اچھی عادتیں سکھائیں تاکہ آخر عمر تک نیک رہیں۔ جو والدین بچے کی محبت میں آکر بالکل آزاد بے لگام چھوڑ دیتے ہیں جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے کہتا ہے بری صحبتوں میں رہتا ہے والدین اس کی نگرانی نہیں کرتے اور بری خصلتوں سے نہیں روکتے تو وہ اپنی اولاد کو خود ہی بگاڑ دیتے ہیں۔ بچے نقال ہوتے ہیں ماں باپ کو جس روش پر دیکھتے ہیں وہی طریقہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر والدین نیک صوم صلوۃ کے پابند ہونگے تو بچے بھی ان شاء اللہ نیک ہی ہونگے۔ اللہ نہ کرے اگر والدین برے ہوں تو عین ممکن ہے بچہ بھی برا ہو جائے۔ فرمان رسول ﷺ ہے "**کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه اوینصرانه او یمجسانه**" (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ٩٢ حدیث نمبر ١٣٨٣)۔ ہر بچہ فطرت اسلام

پر ہی پیدا ہوتا ہے والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں والدین اگر مسلمان موحد ہوں تو بچہ بھی مسلمان رہتا ہے اگر والدین یہودی عیسائی مجوسی وغیرہ ہوں تو بچہ بھی وہی دین اختیار کرتا ہے۔

دراصل بچے ہی صرف والدین کا نہیں بلکہ پوری قوم و ملک کا اساسی سرمایہ ہوتے ہیں یہی بچہ مستقبل کا باپ' گھرانے کا سربراہ' مدرسہ کا معلم' مسجد کا امام وخطیب' دارالافتاء کا قاضی و مفتی اور پوری قوم کا رہنما بن سکتا ہے۔لھذا والدین اس کی صحیح تعلیم وتربیت پر زور دیں' اس کی تعلیم وتربیت کرنے میں کوتاہی ولاپرواہی دراصل قومی سرمایہ کے ضیاع اور امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ قرآن پاک اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کرنا والدین کا فرض ہے اور قیامت کے دن ان سے اولاد کے بارے میں ضرور سوال کیا جائیگا۔ عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ **"قال الا كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته فالا مام الذى على الناس راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بيته وهومسئول عن رعيته والمراة راعيةعلى بيت زوجها و ولده وهى مسئولة عنهم و عبدالرجل راع على مال سيده وهومسئول عنه الافكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته"**(صحيح بخاری احكام ۲۸۰/۲ ، مسلم امارة ۲۱۳/۱۲)۔یادرکھو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کے متعلق اللہ تعالی کے سامنے جواب دہ ہوگا پس امام وحاکم سارے عوام کا نگران ہے اس سے تو اپنی رعایا کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ وذمہ دار ہے اور اس سے انکے متعلق سوال کیا جائے گا۔ آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ سنو تم سب درجہ بدرجہ ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی ماتحت رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا۔

یعنی ہر مسلمان اپنے اور اپنے ماتحت لوگوں کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کا ذمہ دار ہے۔ اسلام نے والدین کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل پیش کیا ہے جس کی روشنی میں ہم اعلی سیرت وکردار کے حامل ایسے افراد تیار کرسکتے ہیں جو ملک وملت کی کشتی کو بھور سے نکال کر سلامتی کے ساتھ کنارے تک پہنچا سکیں گے۔ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور خود بچوں کے لئے عملی نمونہ بن جائے۔جب بچوں کی تعلیم وتربیت صحیح طور پر ہوگی تو' ان شاء اللہ تعالی' دین دار ہونگے۔اللہ تعالی کے فرمانبردار اور والدین کے اطاعت شعار وخدمت گزار ہونگے۔ یہی اولاد صالح والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ **"اذامات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله"** (مسلم جلد دوم صفحه نمبر

۴۱ ابوداود نسائی)۔ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا نفع جاری رہتا ہے (1) صدقہ جاریہ (2) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں (3) نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہے۔

ذرا سوچئے کہ ہم اس دنیا کی ۶۰، ۷۰ سالہ مختصر زندگی کے لئے مستقل آمدنی کی فکر میں اپنی وسعت و طاقت کے مطابق خوب محنت کرتے ہیں لیکن اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت پر اتنی توجہ نہیں دیتے جو کہ صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ والدین کے مرنے کے بعد بھی کام آنے والے ہیں بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دینا والدین کا فرض ہے اس کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے کیونکہ والدین کی طرف سے اولاد کے لئے اچھے ادب سے بڑھ کر کوئی قیمتی عطیہ نہیں ہے۔ باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت و نصیحت فرمائی

"قال لا تشرك بالله و ان قتلت و حرقت ولاتعقن والديك وان امراك ان تخرج من اهلك و مالك ولا تتركن صلوة مكتوبة متعمدا فان من ترك صلوة متعمد افقد برئت منه ذمة الله ولاتشربن خمرا فانه راس كل فاحشة واياك والمعصية فان بالمعصية حل سخط الله واياك والفرارمن الزحف وان هلك الناس واذا اصاب الناس موت وانت فيهم فاثبت وانفق على عيالك من طولك ولا ترفع عنهم عصاك ادبا واخفهم في الله" (مسند احمد جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۳۸) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مت ٹھہرانا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔ والدین کو ہرگز نہ ستانا اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال سے دستبردار ہو جاؤ۔ فرض نماز ہرگز قصداً مت چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہو گیا۔ شراب ہرگز مت پینا کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔ گناہ سے پرہیز رکھنا کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے۔ میدان جہاد سے مت بھاگنا اگرچہ سارے لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں میں (وبا وغیرہ) کی وجہ سے اموات ہونے لگے اور تو وہاں موجود ہو تو جم کر رہنا۔ اور اپنے اہل و عیال پر اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرنا۔ اور ادب سکھانے سے غافل ہو کر لاٹھی کو ترک نہ کرنا۔ اور انکو اللہ کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

ان دس نصیحتوں میں تین اہل و عیال کی پرورش اور انکی دینی نگہداشت سے متعلق ہیں: اہل و عیال پر خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرو، عمدہ مال خرچ کرتے رہو۔ انکی جسمانی پرورش کے ساتھ انکے دین کی بھی فکر کرو۔ بچوں کو دیندار بناؤ انکو ادب سکھاؤ اور یہ بتاؤ اللہ تعالیٰ کے کیا احکامات ہیں، اور مخلوق کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ اہل و عیال کی تعلیم و تربیت اور تادیب کے سلسلہ میں ہرگز کوتاہی نہ کرو اور دیندار بنانے کے لئے ان پر حسب ضرورت سختی کرو، ساتھ ہی حکمت و موعظت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا بھی احساس و خوف دلاؤ۔ اگر ان ہدایات پر عمل کریں تو ان شاء اللہ بچے

دیندار ہونگے اور دنیاو آخرت دونوں میں کام آنے والے ہونگے مگر افسوس آج کل تو ماڈرن والدین اولاد کو دیندار بنانا عیب سمجھتے ہیں ان کو کفارو ملحدین کے وضع قطع' لباس اور طور طریقوں پر چلانا فخر سمجھتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور اسلامی تعلیم سکھانا عار شمار کیا جاتا ہے۔ بچے کو مغرب زدہ بنانے کو اعزاز سمجھتے ہیں۔ سارے علوم وفنون پڑھواتے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے دور رکھتے ہیں۔ اس لئے اولاد دینی تقاضے سے بے خبر اور ماں باپ کے حقوق سے ناآشنا ہوتی ہے۔ بڑے ہوکر انہیں نہ اللہ کی معرفت ہوتی ہے نہ وہ رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہیں۔ نہ ماں باپ کی کوئی حیثیت سمجھتے ہیں۔ اس میں بڑا قصور والدین کا ہے جنہوں نے اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت نہیں دی۔ فسق وفجور کے راستے پر ڈالا۔ اسلام سے جاہل رکھا۔ اب اولاد برا برتاؤ کرتی ہے تو غیروں سے شکایت کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنی اولاد کو اپنے چلائے ہوئے راستے پر چلنے کی پاداش میں منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے محروم کر کے خود اللہ کی جنت سے محروم ہو جاتے ہیں اور کبھی اولاد کی دھمکیوں سے مرعوب ہوکر عاق نامہ بھی واپس لینا پڑتا ہے۔ خود کردہ را علاج نیست۔

اس قسم کی ناخلف' نالائق اولاد اپنے والد کو والد کہنا اپنی توہین سمجھتے ہیں انکی خدمت' حسن سلوک کرنا دور کی بات ہے' ان سے گھن کرتے ہیں۔ والدین کو ملازم کی حیثیت سے رکھتے ہیں اپنی من مانی کرتے اگر والدین انکو سمجھانے یا روکنے کی کوشش کریں تو انہیں خود مار پیٹ تک کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے ؟اس لئے کہ بچپن سے انکی صحیح تعلیم و تربیت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی' جانوروں اور درندوں کی طرح انکے والدین نے پرورش کی۔ بڑا قصور ان والدین کا ہے لیکن ان بدقسمت اولاد کا بھی قصور ہے کہ بالغ ہوکر بھی احکام شریعت سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتی' نہ زندگی میں والدین کا اکرام، احترام اور خدمت کرتی ہے۔ نہ موت کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت۔ جن والدین نے اپنی اولاد کا دین و آخرت تباہ کر دیا انکو اولاد سے نہ زندگی میں کچھ امید رکھنی چاہئے نہ موت کے بعد دعا وصدقہ کا منتظر رہنا چاہئے۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اولاد کی تربیت کیسے کرنی چاہئے تو انہوں نے فرمایا:

(۱) جب بچے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے تو اس کو محرموں اور ایروں غیروں میں نہ بیٹھنے دو۔

(۲) اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نام باقی رہے تو اولاد کو اچھے اخلاق کی تعلیم دے۔

(۳) اگر تجھے اولاد سے محبت ہے تو ان سے حد سے زیادہ لاڈ پیار نہ کر۔

(۴) بچے کو استاد کا ادب سکھاؤ۔ استاد کی سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالو۔

(۵) بچے کی تمام ضرورتیں خود پوری کرو بچے کو ایسے عمدہ طریقے سے رکھو کہ وہ دوسروں کی طرف للچا کر نہ دیکھے۔

(۶) شروع شروع میں پڑھاتے وقت بچے کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرو جب پڑھائی کی طرف راغب ہو جائے تو اس کو اچھے برے کی تمیز سکھاؤ اور ضرورت پڑے تو سختی کرو۔

(۷) بچوں پر کڑی نگاہ رکھو تاکہ وہ بروں کی صحبت میں نہ بیٹھیں۔

ایک دانا شخص اپنے لخت جگر کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے اے میرے نور نظر علم حاصل کرو کیونکہ دنیاوی مال و دولت اعتماد کے قابل نہیں۔ سونا چاندی چوری ہو سکتی ہے' سفر میں تلف ہو سکتی ہے' خرچ ہو سکتی ہے' لیکن علم ایک لازوال اور بڑھنے والی دولت ہے۔ صاحب علم اگر دنیا کی دولت سے محروم ہو جائے تو اسے پرواہ نہیں کیونکہ وہ علم جیسی لازوال دولت کا مالک ہوتا ہے' جہاں جاتا ہے عزت پاتا ہے علم حاصل کرنے کے لئے استاد کی سختی باپ کی محبت سے بہتر ہے ایک مدرسہ کا معلم نہایت سخت گیر تھا' تنگ آکر لوگوں نے اسے مدرسہ سے نکال دیا ایک نرم طبع استاد کو لے آئے۔ آہستہ آہستہ طلباء کے دلوں سے استاد کا ڈر جاتا رہا پڑھنا بھول کر ہر وقت کھیل کود میں مشغول رہنے لگے۔ لوگ مجبور ہو کر پہلے استاد کے پاس گئے اور اسے منوا کر دوبارہ مدرسے میں لے آئے۔ ایک خوش طبع شخص نے اس موقع پر کہا

بادشاہے پسر بہ مکتب داد ٭ لوح سیمینش درکنار نہاد
بر سر لوح او نوشتہ بزر ٭ جور استاد بہ زمہر پدر

(حکایت سعدی)

ایک بادشاہ نے اپنا لڑکا مدرسہ بھیجا۔ اسکے بغل میں چاندی کی تختی دی جس پر یہ بات سونے کے پانی سے لکھی ہوئی تھی "استاد کی سختی باپ کی محبت سے بہتر ہے"۔

مگر افسوس دور حاضر میں ہمارے بعض ان پڑھ والدین خود بچوں پر تعلیم و تربیت میں سختی کرنا تو درکنار' قابل قدر اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے انکے خلاف انتقامی کارروائی کے لئے سوچتے ہیں۔ والدین کو تو اولاد کے لئے بہترین نمونہ ہونا چاہئے۔ اولاد کی دینی و دنیاوی تربیت کے سلسلے کے کامیاب وسائل میں سے والدین کا بہترین نمونہ سب سے زیادہ موثر ہے کیونکہ والدین بچوں کی نظروں میں اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں بچے اس طرح پرورش پاتے ہیں جس طرح انکے والدین انکی ذہنی نشوونما کرتے ہیں۔ نسل انسانی یوں ہی تو بگڑی ہے کہ والدین نے اولاد کی صحیح اسلامی تربیت نہیں کی اور ان اولاد نے اپنی اولاد کی۔ اس طرح سلسلہ چلتا رہا۔

بچے کے لئے ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے اور ماں پہلی معلّمہ۔

الام مدرسة اذا اعددتها ٭ اعددت شعبا طیب الاعراق

اولاد کے حوالے سے والدین پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

والدین کی چند اہم ذمہ داریاں:۔

(۱)۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہلانا چاہئے۔ عن ابی رافع قال رایت رسول اللہ ﷺ اَذَّنَ فی اُذن الحسن بن علی حین ولدته فاطمة بالصلاة (ابوداؤد ۵/ ۳۳۳ ترمذی حدیث حسن صحیح ۴/ ۸۲)۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان کہی۔

بائیں کان میں اقامت کہنا خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے لیکن مرفوعاً ثابت نہیں (نیل الاوطار ۵/ ۱۵۵)۔

پھر کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالنا (یعنی تحنیک) اور اس کے لئے برکت کی دعا کرنا بھی سنت ہے ۔رسول اللہ ﷺ کے پاس نو مولود بچے کو لایا جاتا تو آپ تحنیک کرتے اور برکت کی دعا فرماتے تھے۔(بخاری مع الفتح ۹/ ۵۰۰ ، مسلم مع النووی ۱۴/ ۱۲۷)۔

(۲)۔ دودھ پلانا ۔﴿ والوا لدات یرضعن اولاد هن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۲)اور مائیں کامل دو سال اپنے بچوں کو دودھ پلائیں یہ مدت انکے لئے ہے جو شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہیں۔

(۳)۔ پیدائش کے ساتویں دن بچے کا اچھا سا نام رکھنا چاہئے (ترمذی ۵/ ۱۲۱ حسن غریب ،ابوداؤد ۵/ ۲۳۶)۔حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (مسلم ۱۴/ ۱۱۳، ابوداود ۵/ ۲۳۶)۔نیز آپ ﷺ انبیاء کرام کے نام اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے (ابوداود ۵/ ۲۳۷)۔نبی کریم ﷺ برے نام تبدیل کر دیتے تھے "ان النبی ﷺ کان یغیرالا سم القبیح" (ترمذی ۵/ ۱۲۴)۔

(۴)۔ عقیقہ ۔لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری یا دنبہ پیدائش کے ساتویں روز ذبح کر کے رشتہ داروں ، پڑوسیوں ، اور فقراء و مساکین کو کھلانا ضروری ہے" عن الغلام شاتان وعن الانثی واحدة و لا یضرکم ذکرانا کن ام اناثا " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ ہے اور جانور نر یا مادہ جو بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا (ترمذی ۵/ ۸۳ حسن صحیح)۔

"عن سلمان بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ یقول مع الغلام عقیقة فاهر یقوا عنه دما و امیطوا عنه الاذی" (بخاری کتاب العقیقہ باب ۲ حدیث ۵۴۷۲) حضرت سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے۔اس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی اس سے دور کرو۔ "الغلام مرتهن بعقیقته تذبح عنه یوم السابع ویسمی ویحلق راسه "(ترمذی ۴/ ۸۵ حسن صحیح) کہ بچہ عقیقہ کے ساتھ گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ میں جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں۔

(۵)۔ ختنہ کرنا ۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" خمس من الفطرة الختان والا ستحداد ونتف الابط وتقلیم الا ظفار و قص الشارب" (متفق علیہ بخاری ۱۰/ ۳۴۷، مسلم

۳/۱۴۶)۔پانچ چیزیں انسانی فطرت میں شامل ہیں 'ختنہ کرنا، زیرناف بال مونڈنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، اور مونچھوں کو کاٹنا۔

ختنہ کرنے کا سب سے مناسب وقت عقیقہ کا دن ہی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں " ان النبی ﷺ ختن الحسن و الحسین یوم السابع من ولاد تهما" (حاکم ، بیهقی ' بحوالہ نیل الاوطار ا/ ۱۳۴)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ پیدائش کے ساتویں دن کیا۔ اگر ساتویں دن کسی وجہ سے نہ کرسکے تو اس کے بعد بھی جب ممکن ہو، کرنا چاہئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ تو انہوں نے کہا" انا یو مئذ مختون "اس وقت میں ختنہ شدہ تھا۔(بخاری ۱۱/ ۹۱)۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اختتن ابراهیم علیه السلام بعد ثما نین سنة" حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں ختنہ کیا(بخاری ۱۱/ ۹۱، مسلم ۱۵/ ۱۲۲)۔

(۶)۔ابتدائی تربیت: بچے میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہوتے ہی لفظ اللہ اللہ اور کلمہ طیبہ لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ سکھانا چاہئے۔ شروع ہی سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انکے قلوب واذہان کو بری سوسائٹی اور غلط نظریات سے بچانا چاہئے۔ فرمان رسول ﷺ ہے" الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسدالجسد کله الاوهی القلب"(متفق علیہ بخاری کتاب الایمان باب ۳۹ حدیث نمبر ۱۵۰۲)۔ خبردار جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے خبردار وہ "دل" ہے۔اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں 'بچہ والدین کے پاس امانت ہے اس کا دل ایک نفیس جوہر ہے جو ہر نقش و نگار قبول کرنے کا اہل ہوتا ہے۔اسے جس طرف مائل کروگے مائل ہو جائے گا۔(احیاء العلوم)۔

(۷)۔ اخلاق و آداب سکھانا ۔امام مجاہد نے آیت کریمہ ﴿قوا انفسکم واهلیکم نارا ﴾(التحریم ۶) کا معنی یہ بیان کیا ہے "اوصوا انفسکم واهلیکم بتقوی الله واد بوهم"(صحیح بخاری ۸/ ۵۲۷)۔اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو خوف الٰہی کی نصیحت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے "لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع" (ترمذی ۴/ ۲۹۷) یقیناً آدمی کا اپنی اولاد کو ایک ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہت بہتر عمل ہے۔

جب بچے میں ہوشیاری آئے تو رفتہ رفتہ اچھی عادات سکھانا، مہذب بنانا، مکارم اخلاق کی تعلیم دینا' گفتگو اور کھانے پینے کے آداب سکھانا نیز بڑوں اور اساتذہ کا احترام' پڑوسیوں کے حقوق الغرض ایسی تمام چیزیں جو ہمارے نئے دینی اور دنیاوی لحاظ سے بہتر ہوں کرنے کی تربیت دینا اور ایسے امور جو دینی و دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہوں مثلاً شرک' کفر غیبت، جھوٹ، چوری وغیرہ سے سختی سے منع کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔

(۸)۔ نماز کی تعلیم۔ والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو بچپن ہی سے نماز کی تعلیم دیں اور تربیت کریں خصوصا لڑکے کو نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالیں حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرماتے ہیں۔ ﴿یابنی اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنکر﴾(سورۃ لقمان آیت ۱۷)۔اے میرے پیارے بیٹے نماز ادا کر اور نیکی کا حکم کر اور برائیوں سے روک۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کو یہ حکم ملا ﴿ وامر اهلك بالصلوة واصطبر علیها ﴾ (سورہ طہ آیت ۱۳۲) اپنے اہل و عیال کو نماز پڑھنے کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کی مکمل پابندی کیجئے ۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے ﴿ وکان یامر اهله بالصلوة والزکوة ﴾(سورہ مریم آیت ۵۵)۔وہ اپنے اہل و عیال کو نماز اور زکوۃ کا حکم فرمایا کرتے تھے۔اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے امتیوں کو یہ حکم دیا"مروا اولاد کم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر وفرقوا بینهم فی المضاجع"(ابوداؤد ۱/۳۳۴)۔اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انکو مارو۔نیز اس عمر میں انکے بستر بھی الگ کرو۔

(۹) بچوں کو الگ الگ بستروں میں سلانا۔مذکورہ بالا صحیح حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دس سال کی عمر سے ہر بچے کو الگ بستر میں سلانا ضروری ہے۔نہ صرف بچوں کو بچیوں سے الگ رکھنا چاہئے۔بلکہ بچے کو دوسرے بچے سے اور بچی کو دوسری بچی سے بھی الگ تھلگ سلانے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

اس کی پابندی سے بچوں میں جنسی حساسیت اور نتیجتاً بے راہروی کی روک تھام میں بڑی مدد ملے گی۔

(۱۰)۔ تحصیل علم کی رغبت۔ بچے کو دینی تعلیم دلانا والدین کا ایک اہم ترین فریضہ ہے اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت ہے علم کے بغیر اللہ تعالی کی کماحقہ پہچان ناممکن ہے۔علم ہی وہ چیز ہے جو انسان کو نیکی و بدی اور خیر و شر میں تمیز کرنا سکھاتی ہے اللہ تعالی کے احکامات کو جاننے اور اسکے ممنوعات سے رکنے کا واحد ذریعہ علم ہی ہے در حقیقت علم دین اسلام کا محافظ و پاسبان ہے اس لئے اسلام میں علم دین کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون﴾(سورۃ الزمر آیت ۹) کہہ دو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔﴿انما یخشی الله من عباده العلماء﴾ (سورہ فاطر آیت ۲۸) اللہ تعالی کے بندوں میں سے صرف علم والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ "من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین "(بخاری کتاب العلم ۱/۱۹)۔اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

طلب علم جملہ مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اسلام میں تعلیم کی اتنی اہمیت ہے کہ کسی آدمی کی پوری کوشش کے بعد اگر صرف ایک ہی شخص اسکی تعلیم و تبلیغ سے ہدایت یافتہ ہو جائے تو وہ آدمی کامیاب ہے۔رسول اکرم ﷺ

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "**فو اللہ لان یھدی اللہ بك رجلا واحدا خیرلك من ان یکون لك حمر النعم**" (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۳۸ حدیث ۴۲۱۰)۔ اللہ کی قسم اگر تمھارے ذریعے اللہ تعالی کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو یہ چیز تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہو گی۔ اس دور میں سرخ اونٹ بہت قیمتی شمار ہوتے تھے۔ اس لئے آپ نے اس کا نام لیا۔ اس قیمتی سرمایہ علم کو حاصل کرنے کے لئے علماء کرام کی صحبت اختیار کروانا اور بری صحبت سے دور رکھنا بھی بہت لازمی ہے۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ اچھے ساتھیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا حکم کرتے رہنا چاہئے۔

صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند

(۱۱)۔ مطالعہ۔ بچوں کے علم کو مزید بڑھانے کے لئے مطالعہ کی ترغیب دینا بھی انتہائی ضروری ہے۔ مطالعہ کرنے سے انسان گھر بیٹھے تمام قسم کے علوم سے استفادہ کر سکتا ہے اور دنیا جہاں کی خبریں معلوم کر لیتا ہے صرف درسی کتب پر انحصار کرنا کافی نہیں۔ دور حاضر میں وسیع مطالعہ کی اشد ضرورت ہے اسلامی، دینی، تاریخی، اخلاقی اور ادبی کتب و جرائد زیر مطالعہ رکھوانا چاہئے۔

(۱۲)۔ اولاد کے مابین مساوات:۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی ساری اولاد کے مابین مساویانہ برتاؤ کریں، لڑکے اور لڑکی میں فرق نہ کریں۔ بخاری و مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر کا واقعہ مذکورہ ہے جو مساوات کا منہ بولتا ثبوت ہے "**عن النعمان بن بشیر ان اباہ اتی بہ رسول اللہ ﷺ فقال انی نحلت ابنی ھذا غلاما فقال رسول اللہ ﷺ اکل ولدك نحلت مثلہ ؟ قال لا فقال رسول اللہ ﷺ فارجعہ**"(بخاری کتاب الھبۃ باب ۱۳ حدیث ۲۵۸۷)۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میرا باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئے اور کہا اللہ کے رسول (ﷺ) میں نے اسے ایک غلام ھبہ کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اپنے تمام بچوں کو اس کی طرح ایک ایک غلام دیا ہے ؟ میرے باپ نے نفی میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسے واپس لے لو"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کو اولاد میں سے کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ فرمان رسول ﷺ ہے **من کانت لہ انثی فلم یئدھاولم یھنھا و لم یوثر ولدہ علیھا _ یعنی الذکور _ ادخلہ اللہ الجنۃ** (ابو داؤد ۵/ ۳۵۴)۔ جس کے ہاں بیٹی ہو اور اس نے نہ تو اسے زندہ درگور کیا، نہ ذلت میں رکھا نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دی، اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کریگا۔

(۱۳)۔ بچے کو ہمیشہ سچائی کی تربیت دی جائے ۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے میری ماں نے مجھے بلاتے ہوئے کہا "سنو! ادھر آؤ میں تجھے دوں گی" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آپ نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے ؟" وہ بولی میں اسے ایک کھجور دونگی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "**اما انك**

لولم تعطیه شیئا کتبت علیك كذبة" (ابوداؤد ۵/ ۲۶۵)۔ خیال کرنا، اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

(۱۴)۔ بری صحبت سے اجتناب کرانا ۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿ **خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین** ﴾ (الاعراف ۱۹۹)۔ اے پیغمبر درگزر کیجئے، نیکی کا حکم فرمایئے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار فرمایئے۔

نیز اہل ایمان کی صفات میں یہ بھی شامل فرمایا ﴿ **والذین هم عن اللغو معرضون** ﴾ (المومنون ۳)۔ وہ بے ہودہ باتوں سے بے تعلق رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اچھی صحبت کی تلقین کرتے ہوئے مثال پیش فرمایا "**مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسك وکیر الحداد فحامل المسك اما ان یحذیك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحا طیبة ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابك واما ان تجد منه ریحا خبیثة**" (بخاری بیوع ۴/ ۷۹۰ ۳، مسلم بر ۱۶/ ۱۷۸)۔

"اچھے اور برے ساتھیوں کی مثال عطر فروش اور لوہار کی بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے۔ عطر فروش یا تجھے کچھ ہدیہ دے گا، یا تم اس سے خریدو گے۔ ورنہ اس سے خوشبو تو ضرور آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے اس سے بدبو آئے گی"۔ لہذا بچوں کو ہمیشہ اچھی صحبت میں رکھنا اور برے لوگوں کی صحبت سے بچانا والدین کا فریضہ ہے اسی طرح گھر کے اندر بھی گندی کیسٹوں اور ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کے مخرب اخلاق پروگراموں سے اجتناب ازبس ضروری ہے۔

(۱۵)۔ رزق حلال سے پرورش کرنا۔ حرام رزق سے پلا ہوا جسم جہنم کے زیادہ لائق ہے (ترمذی ۲/ ۵۱۳ حسن) اور رزق حرام سے پلے ہوئے شخص کی عبادت اور دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم ۷/ ۱۰۰)

اس لئے بچوں کے قلوب واذہان کی تطہیر کی خاطر رزق حلال کا اہتمام اور حرام سے اجتناب کرانا نہایت ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما نے (بچپن میں) زکوۃ کے مال میں سے ایک دانہ کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**کخ ، کخ، ارم بها اماعلمت انا لانا کل الصدقة ؟**" تھوک کر، تھوک کر اسے پھینک دو۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے ؟ (بخاری ۳/ ۴۱۴، مسلم ۷/ ۱۷۵)۔

(۱۶)۔ جب اولاد بلوغت کو پہنچ جائیں تو انکی شادی کرانی بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ "**من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثما فانما اثمه علی ابیه**" (**شعب الایمان للبیهقی** بحوالہ مشکوۃ صفحہ ۲۷۱)۔ "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اسے چاہئے اس کا اچھا نام رکھے' نیک ادب سکھائے' پھر جب بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرادے۔ اگر شادی نہ کرائی اور اس بنا پر اولاد سے گناہ سرزد ہوا تو (اس شرعی حکم میں کوتاہی کی وجہ سے) اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا۔

اس وبال سے بچنے اور اولاد کو بچانے کیلئے شادی کے لوازمات حاصل ہونے تک ان پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جس میں خوف الٰہی کا احساس دلاتے رہنا بُری صحبت سے بچانا اور بکثرت روزے رکھوانا شامل ہیں۔

فرمان رسول اللہ ﷺ ہے **"یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء"** (متفق علیہ بخاری کتاب النکاح باب ۲ حدیث ۵۰۶۵)۔ اے نوجوانو تم میں سے جو نان نفقہ اور نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جسے اسکی طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اسکی نفسانی خواہش دب جائے گی۔

آخری گزارش یہ ہے کہ ہر انسان خواہ والدین ہو یا اولاد یا بیوی بچے ہر کوئی قیامت میں اپنی پیشی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی کا محاسبہ کرے قیامت کا دن بڑا ہی خوف ناک ہوگا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہم سب کو جملہ لغزشوں سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا کرے (آمین)

☆☆☆☆☆

اقوال زریں

☆ حرص، بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

☆ بُرے دوستوں سے بچو کیونکہ وہ تمہارا تعارف بن جاتے ہیں۔

☆ علم دل کو اس طرح زندہ کرتا ہے جس طرح بارش زمین کو۔

☆ مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ وہ شعلے کی طرح آسمان پر جاتی ہے۔

☆ جو دوسروں پر ہنستا ہے دنیا اس پر ہنستی ہے۔

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

☆ ہاتھ کی لاٹھی اس بندوق سے بہتر ہے جو غیر کے ہاتھ میں ہو۔

☆ سب سے بڑی قوت، قوت برداشت ہے۔

☆ اللہ کی طرف سے مقدر شدہ روزی پر مطمئن ہو تو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔

☆ جاہل کے خیال اور عمل میں بہت کم وقفہ ہوتا ہے۔

☆ زندگی کے دکھ ہی تو آدمی کو انسان بناتے ہیں۔ لہٰذا ان کا مقابلہ آنسوؤں سے نہیں، حوصلے سے کرنا چاہئے۔

(محمد طاہر اعظم)